السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ وحدة الوجوداور وحدة الشھود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے ؟ اور محققین علماء اس کے کیا معنی مرادلیتے ہیں ؟ اور یہ توحید وحدة الوجوداور وحدة الشھود کی زمانہ سلف میں تھی یا نہیں ؟ ازراہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مولانا جامیؒ نے اپنی کتاب ''نفحات الانس من حضرات القدس فارسی'' کے صفحہ 17 الفایت صفحہ 20 میں بحوالہ ترجمة العوارف باب اولی توحید کے چارمراتب لکھے ہیں ۔ اصل عبارت نقل کرکے اس کا ترجمہ کرنے سے تو بات بہت طویل ہوجائے گی ۔ اس لیے کسی قدر توضیح کے ساتھ اردوخلاصہ پر اکتفاء کی جاتی ہے جس کو زیادہ تفصیل کا شوق ہووہ اصل کتاب ملاحظہ کرے ۔ اولی توحیدایمانی ، دوم توحید علمی ، سوم توحید حالی ، چہارم توحید الٰہی

توحیدایمانی

عوام کی توحید ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق خدا کو وحدہ لاشریک سمجھنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا ۔ دل میں اس کا اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا ۔ اور یہ توحید مخبر صادق کی خبر کے تصدیق کرنے کا نتیجہ ہے اور ظاہری علم سے حاصل ہے ۔ اور صوفیاء کرام میں توحید میں عام مومنوں کے ساتھ شریک ہیں اور باقی قسموں میں ممتاز ہیں ۔

توحید علمی

باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے جس کو علم الیقین کہتے ہیں ۔ اور وہ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان کا یقین اس حد تک پہنچ جائے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق بجز خدا کسی کو نہ جانے تمام ذوات صفات اور افعال کو خدا کی ذات ، صفات اور افعال کے سامنے ہیچ سمجھے ۔ ہر ذات کو اس کی ذات کا اثر خیال کرے اور ہر صفت کو اس کی صفت کا پرتو جانے ۔ مثلاً جہاں علم ، قدرت ، ارادہ ، سننا دیکھنا پائے ۔ ان سب کو خدا تعالیٰ کے علم ، قدرت ، ارادہ ، سننے دیکھنے کے آثار سے سمجھے ۔ اسی طرح باقی صفات وافعال کو خیال کرے گویا ظاہری اسباب کا پردہ درمیان نہ دیکھے ۔ اور سب کو موثر حقیقی کی طرف سے سمجھے ۔ یہاں تک کہ ظاہری اسباب سے متاثر نہ ہو ۔ مگر چونکہ اس مرتبہ میں حجاب باقی رہتا ہے اس لیے اکثر اوقات نظر ظاہری اسباب کی طرف چلی جاتی ہے جو شرک خفی کی قسم ہے ۔

توحید حالی

یہ ہے کہ قریب قریب تمام حجابات درمیان سے اٹھ جاتے ہیں ۔ اور موحد مشاہدہ جمال وجود واحد کا کرتا ہے جیسے ستاروں کا نور آفتاب کے نور میں غائب ہوجاتا ہے اسی قریب قریب تمام وجودات موحد کی نظر سے غائب ہوجاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ توحید کی صفت کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے ۔ غرض اس کی نظر میں وحدت ہوتی ہے ۔ دوئی کا وہاں دخل نہیں رہتا ۔ اس طریق سے موحد کی ہستی بحر توحید کا ایک قطرہ ہو کر اس میں مضمحل ہوجاتی ہے اور ایسی گھل مل جاتی ہے کہ وہاں انتشار نہیں رہتا ۔ اسی بناء پر جنید بغدادیؒ (سرتاج صوفیاء) نے کہا ہے :

،،التوحید معنی یضمحل فیہ الرسوم ویندرج فیہ العلوم یکون اللہ کما لم یزل''

''یعنی توحید ایک معنی ہے جس میں رسمی وجود حقیقی وجود میں گھل مل جاتے ہیں اور علوم اس میں مندرج ہوجاتے ہیں ۔ گویا خدا ویسے کا ویسا ہے ۔ کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی ۔''

یہ تو مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور توحید علمی مراقبہ سے ۔ مراقبہ ظاہر کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال محبوب کی انتظار ہے اور مشاہدہ محبوب کا دیدار ہے ۔ توحید علمی میں اکثر لوازم بشریہ باقی رہتے ہیں اور توحید عالی میں تھوڑے باقی رہتے ہیں ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی دنیا میں ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کے ساتھ مکلف ہے اور مکلف اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ لوازم بشریہ رہیں جن کا اس کو مقابلہ کرنا پڑے اسی بناء پر ابوعلی وقاقؒ نے کہا ہے :

،،التوحید غریم لایقضی دینہ وغریب لایؤدي حقہ ۔''

''یعنی توحید ایسا قرض خواہ ہے کہ اس کا قرض پورا نہیں ہوسکتا ۔ اور ایسا مسافر ہے کہ اس (کی مہمانی) کا حق ادا نہیں ہوسکتا ۔''

دنیا کی کبھی کبھی خالص حقیقت توحید جس میں یکبارگی آثار اور رسمی وجود گم ہوجاتے ہیں بجلی کی چمک کی طرح نمودار ہوتی ہے اور فی الفور بجھ جاتی ہے اور رسمی وجودات کا اثر دوبارہ لوٹ آتا ہے اور اس حالت میں شریک خفی کا نام

نشان نہیں رہتا۔ انسان کےلیے توحید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں۔

توحیدالٰہی

یہ ہے کہ خداتعالی خوداپنی ذات میں بغیراس کے کہ دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ وحدت سے موصوف رہا۔ چنانچہ حدیث میں ہے

''کان اللہ ولم یکن معہ شئی''

''یعنی خداتعالی تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شئے نہ تھی۔''

اوراب بھی اسی طرح ہے اورابدالاباداسی طرح رہے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ سورۃالقصص 88 -- ۸۸

''یعنی ہرشئے ہلاکت والی ہے مگر خداتعالی کی ذات۔''

اس آیت میں یہ نہیں کہاکہ ہرشئے ہلاک ہوجائے گی۔ بلکہ ''ہالک'' کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسّی جلا دی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسّی قائم ہے۔ حالانکہ حقیقت میں رسّی فنا ہوچکی ہوتی ہے اور اس حالت کے مشاہدہ کےلیے قیامت کا حوالہ دنیا یہ مجوبوں کےلیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اوراصحاب مشاہدہ جوزمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کرخلاصی پاگئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی مجوبوں کےلیے جومشاہدہ قیامت کو ہوگا۔ ارباب بصیرت کےلیے اس وقت ہورہاہے۔

یہ توحیدالٰہی نقص وعیب سے بری ہے۔ برخلاف توحید مخلوق کے وہ بوجہ نقص وجوہ کے ناقص ہے۔ یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں۔ اخیر کی دووہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیاہے یعنی توحید حالی ''وحدۃ الشہود'' ہے اور توحید الٰہی ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ ترمتاخرین صوفیا (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ متقدمین کی کتب میں نہیں۔ ہاں مرادان کی صحیح ہے۔ توحید ایمانی اور توحید علمی توظاہر ہے توحید حالی کا ذکراس حدیث میں ہے:

«ان تعبداللہ کانک تراہ فالم تکن تراہ فانہ یراک»

''یعنی خداکی اس طرح عبادت کر گویاکہ تو اس کو دیکھ رہاہے۔ پس اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجھے دیکھ رہاہے۔''

یہ حالت چونکہ اکثر طورپر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے یہ عقل سے سمجھنے کی شئے نہیں ہاں اس کی مثال عاشق ومعشوق سے دی جاتی ہے۔ عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتناغالب ہوتاہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں۔ اگر دوسری شئے کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہوجاتا ہے گویا ہرجگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتاہے خاص کر خداکی ذات سے کسی کو عشق ہوجائے توچونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتاہے یہاں تک کہ ہرشئے سے اس کو خدا نظر آتاہے وہ شئی نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظرپڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

شیخ مخدوم علی ہجویری ؒ معروف بہ داتاگنج بخش جن کا لاہور میں مزار مشہور ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب 'کشف المحجوب'' باب مشاہدہ میں صوفیاء کے اقوال اس قسم کے بہت لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے جوبیان ہواہے کہ غلبہ محبت اورکمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ غیرخدا پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں لکھاہے۔ مگریہ بات یادرکھنی چاہیے کہ خواص کی دوحالتیں ہیں۔ جلوت اور خلوت۔ جلوت لوگوں سے اختلاط اور میل جول کی حالت ہے اور خلوت علیحدگی اور تنہائی کی حالت ہے جس میں ظاہراً باطناً خداکی طرف توجہ ہوتی ہے۔ جلوت میں تبلیغ کا کام ہوتاہے اور خلوت میں نفس کی اصلاح اور دل کی صفائی ہوتی ہے۔ قرآن مجیدمیں سورۃ مزمل کے شروع میں ان دونوں حالتوں کا بیان ہے چنانچہ ارشادہے:

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ٦ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا سورۃ المزمل 6-7

''یشک رات کا اٹھنا دل جمعی کےلیے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بہت درست کردینے والا ہے۔یقیناً تجھے دن میں بہت شغل رہتا ہے''

ان دونوں آیتوں میں ان دونوں حالتوں کا ذکرہے جن کی یہ دونوں حالتیں قائم ہیں ان کی توریس ہی نہیں اول نمبر ان میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر درجہ بدرجہ ان کے جانشینوں کا ہے۔ جولوگ ساری عمر خلوت میں گذارتے ہیں اگرچہ ان کی حالت مشاہدہ ہوتی ہے مگر چونکہ یہ چیز صرف ان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اس میں متعدی فائدہ نہیں اس لیے وہ علماء ربانین کا مقابلہ نہیں کرسکتے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی (ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔'' اوردوسری حدیث میں ہے۔ ''جیسی میری تمہارے ادنیٰ پر۔'' (مشکوۃ کتاب العلم فصل 2

پس انسان کوچاہیے کہ توحید حالی کرتے ہوئے افضل مرتبہ ہاتھ سے نہ دے۔ جو محض گوشہ نشینی کو بڑا کمال سمجھے ہوئے ہیں اوراپنی عمر اسی میں گزاردیتے ہیں وہ علمائے ربانی کی نسبت بڑے خسارہ میں ہیں۔ اگرچہ ذاتی طورپر ان کی طبیعت کواطمینان وسکون زیادہ ہو۔ اور ذوق عبادت اورحلاوت ذکر میں خواہ کتنے بڑھے ہوئے ہوں مگرعلمائے ربانی کا متعدی فائدہ اس سے بڑھ جاتاہے۔ کیونکہ شیطان کا اصل مقابلہ کرنے والی یہی (علمائے ربانی) کی جماعت ہے۔ عابدریاضت اور مجاہدہ سے صرف اپنی خواہشات کو دباتا ہے اور یہ جماعت ہزاروں کی اصلاح کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(ہزارعابد سے شیطان اتنا نہیں ڈرتا جتنا ایک عالم سے (ڈرتا ہے)'' (مشکوۃ کتاب العلم فصل 2''

خداہمیں بھی ربانی علماء سے کرے اور انہی کے زمرہ میں اُٹھائے (آمین)

اب رہی ''توحید الٰہی'' سواس کے متعلق بہت دنیا بہکی ہوئی ہے ۔ بعض تواس کا مطلب ''ہمہ اوست'' سمجھتے ہیں یعنی ہرشئے عین خداہے ۔ جیسے برف اورپانی بظاہر دو معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت ایک ہے اسی طرح خدا اور دیگر موجودات ہین بعض کہتے ہیں کہ یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں ۔ جیسے ایک شخص کے اردگرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں توسب میں اس کا عکس پڑتاہے ایسے ہی خدااصل ہے اورباقی اشیاء اس کا عکس ہیں ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کلی جزئی کی مثال ہے جیسے انسان اورزید، عمر ، بکرہیں ۔ حقیقت سب کی خداہے اوریہ تعینات حوادث ہیں ۔ غرض دنیا عجیب گھورکھدھندسے میں پڑی ہوئی ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ ۔

صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگراس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوائے خداکے کوئی شئے حقیقۃ موجودنہیں اوریہ جوکچھ نظرآرہاہے یہ محض توہمات ہیں جیسے ''سوفسطائیہ'' فرقہ کہتاہے کہ آگ کی گرمی اورپانی کی برودت وہمی اورخیالی چیز ہے تویہ سراسرگمراہی ہے اوراگراس کا یہ مطلب ہے کہ یہ موجودات انسانی ایجادات کی طرح نہیں کہ انسان کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں ۔ بلکہ یہ ان کا وجود خداکے سہارے پرہے اگرادھر سے قطع تعلق فرض کیا جائے توان کا کوئی وجودنہیں ۔ تویہ مطلب صحیح ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بجلی کا کرنٹ (برقی رو) قمقموں کےلیے ہے ۔ گویا حقیقت میں اس وقت بھی ہرشئے فانی ہے مگرایک علمی رنگ میں اس کو سمجھنا ہے اورایک حقیقت کا سامنے آنا ہے ۔ علمی رنگ میں توسمجھنے والے بہت ہیں مگرحقیقت کا اس طرح سامنے آنا جیسے آنکھوں سے کوئی شئے دیکھی جاتی ہے یہ خاص ارباب بصیرت کا حصہ ہے گویا قیامت والی فنا اس وقت ان کے سامنے ہے ۔ پس آیہ کریمہ

کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ   سورۃ القصص 88 -- ٨٨

ان کے حق میں نقد ہے نہ ادھار

نوٹ :

ابن عربیؒ، رومیؒ اورجامیؒ وغیرہ کے کلمات اس توحید میں مشتبہ ہیں ۔ اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض برا، ابن تیمیہؒ وغیرہ ابن عربیؒ سے بہت بدظن ہیں ۔ اسی طرح رومیؒ اورجامیؒ کوکئی علماء براکہتے ہیں ۔ مگرمیراخیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامیؒ کا کلام اوپر نقل ہوچکاہے اوروہ درحقیقت ابن عربیؒ کا ہے ۔ کیونکہ ابن عربیؒ کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے ماخوذ ہے توپھران کے حق میں سوء ظنی ٹھیک نہیں ۔ اسی طرح رومیؒ کوخیال کرلینا چاہیے ۔ غرض حتی الوسع فتوی میں احتیاط چاہیے ۔ جب تک پوری تسلی نہ ہو توفتوی نہ لگانا چاہیے خاص کرجب وہ گزرچکے ۔ اوران کا معاملہ خداکے سپرد ہوچکا تواب کریدکی کیا ضرورت ؟ بلکہ صرف اس آیت پرکفایت کرنی چاہیے ۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ   سورۃ البقرۃ 134   ١٣٤

''یہ جماعت توگزرچکی، جوانہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اورجو تم کروگے تمہارے لئے ہے ۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے''

نوٹ :

ابن عربیؒ وغیرہ کا کچھ ذکر ''تنظیم'' جلد9 نمبر22 مورخہ 29 مارچ سنہ 1940ء مطابق 20 صفرالمظفر سنہ 1399ھ میں بھی ہوچکاہے اوررسالہ ''تعریف اہلسنت'' کے صفحہ 325و326 میں بھی ہم اس کے متعلق کافی لکھ چکے ہیں زیادہ تفصیل مطلوب ہو تووہاں ملاحظہ ہو۔

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص140

محدث فتویٰ